www.KitaboSunnat.com

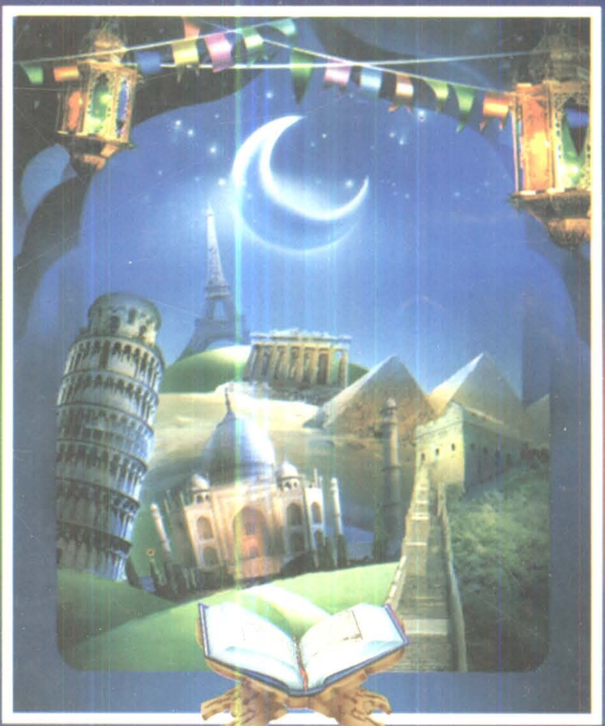

احکام ومسائل رمضان المبارک

رمضان کیسے گذاریں..؟

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز دامت برکاتہم

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

احکام ومسائل رمضان المبارک

رمضان کیسے گزاریں..؟

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز دامت برکاتہم

DARULIBLAGH

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان

فون: 0300-4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كتاب وسنت كى اشاعت كا مثالى اداره

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالابلاغ محفوظ ہیں

احکام ومسائل رمضان المبارک

رمضان کیسے گزاریں..؟

تالیف............ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز دامت برکاتہم

تخریج............ محمد اشتیاق شاہد

پہلا ایڈیشن............ جولائی 2008ء

کمپوزنگ............ 0321-416 22 80 حافظ عبدالوھاب

شائع کنندہ

حاجی مقصود احمد ولد غلام قادر مغل

بیت احمد فیملیز

0321-710 22 96, 0300-716 51 09

052-325 12 29

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7038771, 00300-4453358

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

سبب تالیف ---------- 6
احکام ومسائل رمضان المبارک ---------- 7
صوم ---------- 7
رمضان کی آمد پر رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ ---------- 7
روزہ کی قدر وقیمت اور اس کا صلہ ---------- 12
رؤیت ہلال ---------- 16
یوم الشک ---------- 17
نیت روزہ ---------- 18
افطاری کی دعا ---------- 18
افطاری کی چیزیں ---------- 19
افطار کرانے کا ثواب ---------- 19
وہ ایام جن میں روزہ مکروہ ہے ---------- 19
وہ لوگ جن کے لیے افطار جائز ہے ---------- 22
روزہ توڑنے والی چیزیں ---------- 23
وہ چیزیں جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ---------- 24
قیام رمضان ---------- 26
تراویح کی وجہ تسمیہ ---------- 27

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام اللیل ، وتر ، تہجد اور صلوٰۃ اللیل ---------- 27
تراویح ---------- 27
مسنون قیام رمضان ---------- 27
قیام رمضان (تراویح) گیارہ رکعات کا ثبوت: مولانا عبدالحی لکھنوی کی تصریح ---------- 31
رسول اللہ ﷺ نے تین رات گیارہ رکعتیں پڑھائیں: عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ ---------- 32
علامہ شرنبلالی کا اعتراف ---------- 33
ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف ---------- 34
مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ---------- 34
ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ---------- 34
علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ ---------- 34
مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف ---------- 35
مولانا رشید احمد گنگوھی ---------- 35
شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ ---------- 35
ابوبکر ابن العربی المالکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ---------- 35
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم گیارہ رکعت ہے ---------- 36
صحیح فاروقی حکم گیارہ رکعت کا ہے ---------- 37
بیس پر اجماع کہا گیا؟ ---------- 37
تحریف حدیث کا دھندا ---------- 37
وتر پڑھنے کے مختلف طریقے اور تعداد ---------- 39
ایک وتر ---------- 39
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک وتر کا ثبوت ---------- 39

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین وتر ---------- 39

پانچ وتر ---------- 40

سات وتر ---------- 40

نو وتر ---------- 40

اعتکاف ---------- 41

اعتکاف کی مشروعیت ---------- 45

اعتکاف جس سے باطل ہو جاتا ہے ---------- 47

لیلۃ القدر کا بیان ---------- 48

شب قدر کی دعا: ---------- 48

شب قدر کی علامات ---------- 48

قیام اللیل اور مروجہ شبینہ ---------- 50

صدقہ فطر کا وجوب ---------- 54

صدقہ فطر کی مقدار ---------- 54

صدقہ فطر نکالنے کا وقت ---------- 54

صدقہ فطر کا مصرف ---------- 54

❖❖❖❖❖

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب تالیف

انسان میں جس قدر دین کی لگن اور شوق وذوق ہوتا ہے ، اسی قدر وہ اس کے لیے محنت وکوشش بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو دین کا شوق عطا کر دیں یہ اس پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے وگرنہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں نہ دین کی خبر ہے اور نہ ہی اس پر کوئی عمل ہے ہمارے ایلین سرجیکل برادران اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ قدرت نے وسائل بھی دیئے ہیں اور دین کا شوق وذوق بھی عطا کیا ہے، اسی وجہ سے دین کے کاموں میں اور لوگوں کی خیر خواہی میں بڑے مستعد ہوتے ہیں۔

رمضان شریف سے ایک ہفتہ پہلے محترم جناب حاجی مقصود احمد صاحب نے عاجز سے ذکر کیا کہ اللہ کی رحمتوں کا مقدس مہینہ رمضان شریف آ رہا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اس موقع پر ایک آپ رسالے کی شکل میں رمضان المبارک کے ضروری مسائل واحکام تحریر فرما دیں ، میں اسے چھپوا کر اہل ذوق میں تقسیم کر دوں گا۔

چنانچہ محترم حاجی صاحب کی درخواست پر میں نے یہ ضروری مسائل تحریر کر دیئے ہیں . اللہ تعالیٰ مجھے، حاجی صاحب اور ان کے برادران کو صحیح دین سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ، اور اس رسالہ کے ذریعے ان کے والدین کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ فرمائے اور اپنے فضل سے ان کو اپنی رضا کا محل عطا فرمائے، اور ان کی قبروں کو جنت کے باغیچوں میں سے باغیچہ بنا دے۔آمین۔

العبد العاجز

محمد علی جانباز

16/9/2007

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احکام ومسائل رمضان المبارک

صوم

صیام کے معنی رک جانے کے ہیں، قرآنِ مجید میں ہے: اِنِّی نَذَرتُ لِلرَّحمٰنِ صَومًا [مریم ۲۶] ''میں نے تو اللہ کے لیے چپ رہنے کی نذر مانی ہے۔'' یعنی میں نے کلام سے رک جانے کی نذر مانی، مگر یہاں طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک نیت کے ساتھ ان چیزوں سے رک جانا مقصود ہے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

رمضان کی آمد پر رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْءٌ)) قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ اَشْبَعَ صَآئِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهِ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَاَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ)) [بیہقی شعب الایمان]

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے، جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے کوئی کمی کی جائے، آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ

ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے

ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ

کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا

کھانا کھلائے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے

گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں آئے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ

جائے گا (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ

رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے

آزادی کا ہے (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینے میں

اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف اور کمی کر دے گا، اللہ تعالیٰ اس کی

مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی عطا فرمائے گا۔

اس خطبۂ نبوی ﷺ کا مطلب ومدعا واضح ہے، تاہم اس کے چند اجزاء کی مزید

وضاحت کے لیے کچھ عرض کیا جاتا ہے:

(1) اس خطبہ میں ماہِ رمضان کی سب سے بڑی اور پہلی عظمت وفضیلت یہ بیان کی گئی

ہے کہ اس میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جو ہزار دنوں اور راتوں سے نہیں، بلکہ ہزار

مہینوں سے بہتر ہے، یہ بات جیسا کہ قرآنِ مجید کی سورۃ القدر سے معلوم ہوتی ہے،

بلکہ اس پوری سورۃ میں اس مبارک رات کی عظمت اور فضیلت ہی کا بیان ہے، اور

رات کی عظمت واہمیت سمجھنے کے لیے بس یہی کافی ہے۔

ایک ہزار مہینوں میں تقریباً تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں، اس لیلۃ القدر کے ایک ہزار

مہینوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے قرب ورضا کے طالب بندے۔ اس ایک رات میں قربِ الٰہی کی اتنی مسافت طے کر سکتے ہیں جو دوسری ہزار راتوں میں طے نہیں ہوسکتی، ہم جس طرح اپنی اس مادی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تیز رفتار ہوائی جہاز یا راکٹ کے ذریعہ اب ایک دن بلکہ ایک گھنٹہ میں اس سے زیادہ مسافت طے کی جاسکتی ہے جتنی پرانے زمانے میں سینکڑوں برس میں طے ہوا کرتی تھی، اسی طرح حصول رضائے الٰہی اور قربِ الٰہی کے سفر کی رفتار لیلۃ القدر میں اتنی تیز کر دی جاتی ہے کہ جو بات صادق طالبوں کو سینکڑوں مہینوں میں حاصل نہیں ہوسکتی، وہ اس مبارک رات میں حاصل ہو جاتی ہے

اسی کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب بھی سمجھنا چاہیے کہ اس مبارک مہینہ میں جو شخص کسی قسم کی نفلی نیکی کرے گا اس کا ثواب دوسرے زمانہ کی فرض نیکی کے برابر ملے گا، اور فرض نیکی کرنے والے کو دوسرے زمانہ کے ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ملے گا، گویا ''لیلۃ القدر'' کی خصوصیت تو رمضان مبارک کی ایک مخصوص رات کی خصوصیت ہے، لیکن نیکی کا ثواب ستر گنا ملنا، یہ رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات کی برکت اور فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان حقیقتوں کا یقین نصیب فرمائے، اور ان سے مستفید اور متمتع ہونے کی توفیق دے۔

② اس خطبہ میں رمضان کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے، دینی زبان میں صبر کے اصل معنی ہیں اللہ کی رضا کے لیے اپنے نفس کو دبانا اور تلخیوں اور ناگواریوں کو جھیلنا، ظاہر ہے کہ روزہ کا اول و آخر بالکل یہی ہے، اسی طرح روزہ رکھ کر ہر روزہ دار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف دہ چیز ہے، اس سے اس کے اندر ان غرباء اور مساکین کی ہمدردی اور غمخواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے، جو بیچارے ناداری کی وجہ سے فاقوں پر فاقے کرتے ہیں، اس لیے رمضان کا مہینہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے۔

③ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ "اس بابرکت مہینہ میں اہلِ ایمان کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔" اس کا تجربہ تو بلا استثناء ہر صاحبِ ایمان روزہ دار کو ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں جتنا اچھا اور جتنی فراغت سے کھانے پینے کو ملتا ہے باقی گیارہ مہینوں میں اتنا نصیب نہیں ہوتا، خواہ اس عالمِ اسباب میں وہ کسی بھی راستے سے آئے، سب اللہ ہی کے حکم سے اور اسی کے فیصلے سے آتا ہے۔

④ خطبہ کے آخر میں فرمایا گیا کہ "رمضان کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا وقت ہے۔" اس عاجز کے نزدیک اس کی راجح اور دل کو زیادہ لگنے والی توجیہ اور تشریح یہ ہے کہ رمضان کی برکتوں سے مستفید ہونے والے بندے تین طرح کے ہو سکتے ہیں: ایک اصحابِ تقویٰ جو ہمیشہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام رکھتے ہیں اور جب بھی ان سے کوئی خطا اور لغزش ہو جاتی ہے تو اسی وقت توبہ واستغفار سے اس کی صفائی وتلافی کر لیتے ہیں، تو ان بندوں پر تو شروع مہینہ ہی سے بلکہ اس کی پہلی ہی رات سے اللہ کی رحمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو ایسے متقی اور پرہیزگار تو نہیں ہیں لیکن اس لحاظ سے بالکل گئے گزرے بھی نہیں ہیں، تو ایسے لوگ جب رمضان کے ابتدائی حصے میں روزوں اور دوسرے اعمالِ خیر اور توبہ واستغفار کے ذریعے اپنے حال کو بہتر اور اپنے آپ کو رحمت ومغفرت کے لائق بنا لیتے ہیں، تو درمیانی حصے میں ان کی بھی مغفرت اور معافی کا فیصلہ فرما دیا جاتا ہے۔

اور تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے نفسوں پر بہت ظلم کر چکے ہیں وہ بھی جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان کے پہلے اور درمیانی حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزے رکھ کر اور توبہ و استغفار کر کے اپنی سیاہ کاریوں کی کچھ صفائی اور تلافی کر لیتے ہیں تو اخیر عشرہ میں (جو دریائے رحمت کے جوش کا عشرہ ہے) اللہ تعالیٰ دوزخ سے ان کی بھی نجات اور رہائی کا فیصلہ فرما دیتا ہے۔

آخری حصے میں جہنم سے آزادی کا تعلق بالترتیب امت مسلمہ کے ان مذکورہ بالا تین طبقوں سے ہوگا، واللہ اعلم۔ (معارف الحدیث)

روزہ کی قدر و قیمت اور اس کا صلہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ، یَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ اَجْلِیْ ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ، وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ ، وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ)). [بخاری: كتاب الصوم، باب هل یقول انی صائم اذا شتم، رقم: ۱۹۰۴، ومسلم: كتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم: ۱۱۵۱]

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزہ کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس امت مرحومہ کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا اور بعض اوقات عمل کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خاص حالات اور اخلاص وخشیت وغیرہ کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہوگا، یہاں تک کہ بعض مقبول بندوں کو ان کے اعمالِ حسنہ کا اجر سات سو گنا عطا کیا جائے گا۔ تو رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس عام قانون کا ذکر فرمایا) مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے، وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لیے ایک تحفہ ہے، اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر وثواب دوں گا، میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اور نفس کشی کا صلہ دوں گا) روزہ دار کے لیے دو مسرتیں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک ومولیٰ کی بارگاہ میں حضوری اور شرفِ باریابی کے وقت، اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے (یعنی انسانوں کے لیے مشک کی خوشبو جتنی اچھی اور جتنی پیاری ہے اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو اس سے بھی اچھی ہے) اور روزہ (دنیا میں شیطان ونفس کے حملوں سے بچاؤ کے لیے اور آخرت میں آتشِ دوزخ سے حفاظت کے لیے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ بیہودہ اور فحش باتیں اور شور وشغب نہ کرے، اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

حدیث کے اکثر وضاحت طلب اجزاء کی تشریح ترجمہ کے ضمن میں کر دی گئی ہے، آخر میں رسول اللہ ﷺ نے جو یہ ہدایت فرمائی کہ ''جس کسی کا روزہ ہو تو وہ فحش اور گندی باتیں اور شور وشغب بالکل نہ کرے، اور اگر بالفرض کوئی دوسرا اس سے اُلجھے اور گالیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے تو یہ کوئی سخت بات نہ کہے، بلکہ صرف اتنا کہہ دے کہ بھائی! میرا روزہ ہے۔'' اس آخری ہدایت میں اشارہ ہے کہ اس حدیث میں روزہ کی جو خاص فضیلتیں اور برکتیں بیان کی گئی ہیں، یہ انہی روزوں کی ہیں جن میں شہوتِ نفس اور کھانے پینے کے علاوہ گناہوں سے حتی کہ بری اور ناپسندیدہ باتوں سے بھی پرہیز کیا گیا ہو۔

ایک دوسری حدیث میں (جو عنقریب درج ہوگی) فرمایا گیا ہے کہ جو شخص روزہ رکھے لیکن برے کاموں اور غلط باتوں سے پرہیز نہ کرے تو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ)). [البخاري: كتاب الصوم، باب الريان للصائمين، ١٨٩٦، ومسلم: كتاب الصيام، باب فضل الصيام، ١١٥٢]

''حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جس کو ''باب الریان'' کہا جاتا ہے، اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا، ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ وہ بندے کدھر ہیں جو اللہ کے لیے روزے رکھا کرتے تھے (اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتے تھے) وہ اس پکار پر چل پڑیں گے، ان کے سوا کسی اور کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہو سکے گا جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اس سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔

روزہ میں جس تکلیف کا احساس سب سے زیادہ ہوتا ہے اور جو روزہ دار کی سب سے بڑی قربانی ہے وہ اس کا پیاسا رہنا ہے، اس لیے اس کو جو صلہ اور انعام دیا جائے اس میں سب سے زیادہ نمایاں اور غالب پہلو سیرابی کا ہونا چاہیے، اسی مناسبت سے جنت میں روزہ داروں کے داخلہ کے لیے جو مخصوص دروازہ مقرر کیا گیا ہے اس کی خاص صفت سیرابی وشادابی ہے۔

''ریان'' کے لغوی معنی ہیں، پورا پورا سیراب، یہ بھرپور سیرابی تو اس دروازے کی صفت ہے جس سے روزہ داروں کا داخلہ ہوگا، آگے جنت میں پہنچ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ کے انعامات ان پر ہوں گے ان کا علم تو بس اس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جس کا ارشاد ہے کہ

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ. [بخاری: کتاب التوحید، رقم: ۷۴۹۲]

''بندہ کا روزہ بس میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا صلہ دوں گا۔''

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مُرْنِیْ بِاَمْرٍ یَنْفَعُنِیَ اللّٰہُ بِہٖ قَالَ عَلَیْکَ بِالصِّیَامِ فَاِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ. [نسائی: کتاب الصیام، رقم: ۲۲۲۱]

''حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے، جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ رکھا کرو، اس کی مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔''

نماز، روزہ، صدقہ، حج اور اللہ کی مخلوق کی خدمت وغیرہ اعمالِ صالحہ میں یہ بات مشترک ہونے کے باوجود کہ یہ سب تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں ان کی الگ الگ کچھ خاص تاثیرات اور خصوصیات بھی ہیں، جن میں یہ ایک دوسرے سے ممتاز اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منفرد ہیں، گویا: ؎

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ان انفرادی اور امتیازی خصوصیات کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ "اس کی مثل کوئی عمل نہیں ہے۔" مثلاً نفس کو مغلوب اور مقہور کرنے اور اس کی خواہشوں کو دبانے کے لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ اس صفت میں کوئی دوسرا عمل روزہ کے مثل نہیں ہے۔ پس حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں روزہ کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے کہ "اس کے مثل کوئی عمل نہیں ہے۔" اس کی حقیقت یہی سمجھنی چاہیے، نیز ملحوظ رہنا چاہیے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے خاص حالات میں ان کے لیے زیادہ نفع مند روزہ ہی تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی کی ہدایت فرمائی، اور اسی حدیث کی بعض روایات میں ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے یہ جواب پانے کے بعد دوبارہ اور سہ بار بھی عرض کیا کہ: "مجھے کسی عمل کا حکم فرمایے جس کو میں کیا کروں۔" تو دونوں دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ ہی کی ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ پس روزہ رکھا کرو، اس کے مثل کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔" یعنی تمہارے خاص حالات میں تم کو اسی سے زیادہ نفع ہوگا۔

رؤیتِ ہلال:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ نہ رکھو جب تک کہ ہلال (پہلی رات کا چاند نہ دیکھ لو) اور افطار نہ کرو جب تک کہ ہلال کو نہ دیکھ لو۔ اگر بادل ہوں تو اندازہ کرلو، گنتی تیس دن کی پوری کرو۔ (متفق علیہ)

ایک دو دن رمضان سے پہلے روزہ رکھنا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنا ہے۔ ایک ہی مسلمان شخص کے کہنے پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہلال دیکھنے پر۔ (رواہ اہل السنن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس جب کہ ایک عادل (قابل اعتماد شخص) چاند کو دیکھ لے تو رمضان کا روزہ واجب ہو جاتا ہے اگر کوئی نہ دیکھے تو شعبان کی گنتی پوری کر کے روزہ رکھے اور تیس روزے پورے کرے جب تک کہ ہلالِ شوال ظاہر نہ ہو اور مہینہ مکمل ہونے سے پہلے کسی ایک فرد نے چاند دیکھ لیا تو اب باقی شہر والوں کو ان کی موافقت کرنا لازمی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں، امام ابن مبارک رحمہ اللہ اور ایک روایت کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی قول مروی ہے۔ جب کہ احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر آسمان صاف ہو تو ایک بڑی جماعت کا گواہی دینا ضروری ہے۔ لیکن اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے آسمان پوشیدہ ہو تو ایک بالغ، عاقل، عادل، مسلمان کی بھی شہادت قبول کر لی جائے گی۔ (نیل الاوطار: ۱۵۲/۴)

یوم الشک: (شک والا دن)

شعبان کی آخری تاریخ یعنی تیسویں دن روزہ رکھنا رمضان کے خیال سے درست نہیں، اس لیے کہ انتیس شعبان کو چاند نہیں ہوا۔ کسی نے اس کے بعد روزہ رکھا کہ اگر چاند کی خبر آ گئی تو روزہ رمضان کا ہو گا اور چاند ثابت نہ ہوا تو روزہ نفلی ہو گا۔ اس شک کے سبب سے روزہ درست نہیں، چنانچہ حدیث میں ہے:

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ ((مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). [بخاری: کتاب الصوم، رقم: ۶۸۶]

''جس نے یوم الشک میں روزہ رکھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔''

رمضان کے استقبال کے لیے ایک روزہ پہلے رکھنا ناجائز ہے۔ اگر کسی شخص کی عادت نفلی روزہ رکھنے کی تھی، اور دنوں میں روزہ رکھنے کا اتفاق نہ ہوا، اس شخص کو اجازت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ آخر شعبان میں وہ روزہ نہ رکھے۔ سنن ابی داؤد میں اس کے ہم معنی حدیث منقول ہے۔

روزہ کی نیت:

طلوع فجر سے پہلے پہلے ہی فرض روزے کی نیت کر لینی ضروری ہے ورنہ روزہ نہیں ہوگا۔ (ترمذی: ۷۳۰)

زبان سے نیت کے الفاظ کہنا بدعت ہے، نیت درحقیقت دل کے فعل کا نام ہے۔ لہذا روزے کی نیت کے لیے زبان سے کوئی الفاظ ادا نہیں کیے جائیں گے۔ جو الفاظ بتائے جاتے ہیں: وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔

افطاری کی دعا:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ((إن للصائم عند فطرة لدعوة ما ترد)). [illegible]

''افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی۔''

ا۔ افطاری کے وقت رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ)). [illegible] ۲۳۵[illegible]

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کر رہا ہوں۔''

اس دعا میں ان الفاظ کا اضافہ کرنا اَللّٰهُمَّ اِنِّی لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)).

(ابوداود: کتاب الصوم، رقم ۲۳۵۷)

"پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ کے فضل سے اجر ثابت ہو گیا۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نمازِ مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھواروں سے روزہ کھولتے، اگر چھوارے بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ (ابوداود: کتاب الصیام، رقم: ۲۰۶۵)

افطاری کی چیزیں:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کھجور سے روزہ افطار کرنا موجب برکت ہے اگر وہ نہ مل سکے تو پانی اچھی شے ہے۔" (ترمذی: ۶۵۸)

افطار کرانے کا ثواب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روزہ افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب مل جاتا ہے۔"

(ترمذی: ۸۰۷)

وہ ایام جن میں روزہ مکروہ ہے:

① عرفہ کے دن کا روزہ حاجی اور عرفات میں وقوف کرنے والے کے لیے:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"عرفہ کا دن (۹ ذوالحجہ) قربانی کا دن (۱۰ ذی الحجہ) اور ایامِ تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) اہل اسلام کے عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔'' (ابوداؤد)

2 تنہا جمعہ کا دن:

آپ ﷺ فرماتے ہیں

''جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو، الا یہ کہ اس کے ایک روز پہلے یا ایک روز بعد روزہ رکھیں۔'' (بخاری، مسلم)

3 تنہا ہفتہ کے دن روزہ رکھنا:

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو الا یہ کہ فرض روزہ ہو اور اگر کوئی انگور کے خوشہ کے چھلکے یا کسی درخت کی لکڑی کے سوا کچھ نہ پائے تو اسی کو چبا لے۔ (یعنی اسے چبا کر افطار کرے)۔'' (مسند احمد، یہ حدیث صحیح ہے)

4 ہمیشگی کا روزہ:

اور یہ خلافِ سنت ہے بلا افطار کیے سارے دنوں کا روزہ رکھنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''اس نے روزہ نہیں رکھا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔'' (بخاری ومسلم)

نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا۔'' (نسائی)

5 دو یا اس سے زیادہ دنوں کا پے در پے مسلسل قصداً افطار کیے بغیر روزہ رکھنا یہی وصال کہلاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''وصال سے بچو۔'' (بخاری ومسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرماتے ہیں:

''وصال نہ کرو، ہاں اگر کوئی وصال کرنا چاہے تو سحر (سحری کے وقت) تک وصال کرسکتا ہے۔'' (بخاری)

6) شک کے دن روزہ رکھنا اور یہ شعبان کی تیسویں تاریخ ہے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس نے اس دن روزہ رکھا جس کے (رمضان ہونے کے) اندر شک ہے، اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔'' (ابوداؤد)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''رمضان سے ایک روز یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھو! یہ کہ کوئی شخص (کسی دن کا) روزہ رکھتا رہا ہے تو رکھ لے۔'' (مسلم)

www.KitaboSunnat.com

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جن کے لیے افطار جائز ہے

① مریض اور مسافر، ان دونوں پر قضا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ [البقرة: ١٨٤]

''البتہ وہ مریض جس سے شفایاب ہونے کی امید نہیں کی جاتی اس پر ہر روز کے عوض ایک مسکین کا کھانا کھلانا ہے۔''

② حیض اور نفاس والی عورت، ان دونوں پر قضا واجب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ہمیں روزہ قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا، نماز قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔'' (بخاری ومسلم)

③ ایسا بوڑھا اور بڑھیا جو درازی عمر کے سبب روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، ان دونوں پر ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

④ حمل والی اور دودھ پلانے والی عورت

روزہ رکھنے سے انہیں اپنے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو، اس صورت میں ان دونوں پر صرف قضا واجب ہے لیکن جب ان دونوں کو اپنے بچوں کے بارے میں اندیشہ ہو تو ان پر فدیہ واجب ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ توڑنے والی چیزیں

روزہ توڑنے والی چیزیں دو طرح کی ہیں:

(الف) جو چیزیں روزے کو توڑ دیتی ہیں اور اس سے صرف قضا واجب ہوتی ہے، یہ ہیں

- جان بوجھ کر کھانا پینا۔
- جان بوجھ کر قے کرنا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

"جس نے جان بوجھ کر قے کی اس پر قضا ہے۔" (حاکم وغیرہ)

- سینگی لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- حیض یا نفاس آجانا، خواہ سورج ڈوبنے سے پہلے آخری لحظہ میں آئے۔
- منی (مادہ منویہ) جان بوجھ کر نکالنا۔

اس کا سبب خواہ مرد کا اپنی بیوی کو بوسہ دینا یا اسے اپنے سے چمٹا لینا ہو، یا ہاتھ سے اسے نکالا جائے، اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہو جاتی ہے۔

(ب) جو چیز روزے کو توڑ دیتی اور قضا اور کفارہ دونوں کو واجب کرتی ہے جمہور کے نزدیک یہ صرف جماع (ہم بستری کرنا) ہے۔

کفارہ: گردن آزاد کرنا یا مسلسل دو مہینے روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا، بعض علماء نے کفارہ میں (مذکور) ترتیب کی شرط لگائی ہے، یعنی پہلے کی استطاعت نہ ہو تب ہی دوسرا اور دوسرے کی استطاعت نہ ہو تب ہی تیسرا کفارہ ادا کیا جائے عورت اور مرد کا ایک ہی حکم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ چیزیں جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا

(1) بھول کر یا غلطی سے یا زبردستی کیے جانے پر کھانا یا پینا، اس صورت میں نہ تو قضا ہے نہ ہی کفارہ۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس نے روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے یہ تو اللہ تعالیٰ نے اسے کھلا پلا دیا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

نیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے میری امت کو غلطی، بھول چوک اور جو چیز زبردستی کرائی گئی ہو (پر گرفت کرنی) معاف کر دی ہے۔'' (طبرانی)

(2) بلا قصد قے ہو جانا:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس کو بحالت روزہ قے ہو گئی، اس پر قضا لازم نہیں۔'' (حاکم)

(3) ہر وقت مسواک، اسی طرح دانتوں کا برش اور پیسٹ استعمال کرنا۔

(4) بلا مبالغہ کلی کرنی اور ناک میں پانی چڑھانا۔

رسول اللہ ﷺ نے بنو منتفق کے وفد کے سردار لقیط بن صبرہ سے فرمایا تھا:

''وضو پورے طور پر کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو الا یہ کہ روزہ سے ہو۔'' (کتب سنن)

(5) سرمہ لگانا اور کان یا آنکھ میں قطرہ ڈالنا، گو حلق میں اس قطرہ کا مزہ محسوس ہو۔

(6) کھانا چکھنا بشرطیکہ پیٹ میں کچھ بھی داخل نہ ہونے پائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ بوڑھے یا جوان کا اپنی بیوی کو بوسہ دینا جو مباشرت کا سبب نہ بن جائے، کیونکہ نبی ﷺ بحالتِ روزہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بوسہ دیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

⑧ تھوک یا بلغم یا اس جیسی کوئی اور چیز کا نگل جانا جس سے بچنا ممکن نہیں جیسے گرد وغبار۔

⑨ ایسی دوا جو پیٹ میں داخل نہیں ہوتی جیسے مرہم اور سانس کے مریض کی سونگھنی۔

⑩ دانت اکھاڑنا یا ناک یا منہ کے راستے سے خون گرانا۔

⑪ اگر فجر طلوع ہوتے وقت برتن ہاتھ میں ہو تو اسے نہ رکھے، یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جب کوئی شخص اذان سنے اس حالت میں کہ برتن اس کے ہاتھ میں ہے تو اسے نہ رکھے یہاں تک کہ اس سے اپنی ضرورت پوری کر لے۔'' (ابوداؤد)

⑫ جنابت یا حیض یا نفاس کا غسل رات میں کرنے کے بجائے طلوعِ فجر کے بعد تک مؤخر کر دینا، نماز کی ادائیگی کے لیے پہلے کرنا افضل ہے۔

⑬ روزہ کی حالت میں بھاپ (بخور) یا تیل یا خوشبو کے ذریعہ خوشبو حاصل کرنا۔

⑭ ٹھنڈک حاصل کرنے یا پیاس بجھانے یا گرمی کی شدت کم کرنے کے لیے غسل کرنا۔

⑮ پچھنا اور سینگی لگوانا۔ کیونکہ نبی ﷺ نے بحالت روزہ سینگی لگوائی۔ (بخاری)

رہی یہ حدیث کہ ''سینگی لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔'' (احمد)

تو یہ حدیث اپنے علاوہ دیگر دلیلوں کی بنیاد پر منسوخ ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامِ رمضان

تلاوتِ قرآن کی بہترین شکل اسے نماز میں پڑھنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خود بھی رمضان کی راتوں میں قیام فرمایا، اور اس کی ترغیب بھی دی اگرچہ اس کو فرض نہیں گردانا۔

لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُرِيْدُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

''اس لیے کہ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے مشقت نہیں چاہتا۔''

اور یہ جو عوام میں تراویح کو روزے کے لیے شرط سمجھا جاتا ہے یہ غلط خیال ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةٍ. (نسائی: کتاب الصیام، رقم ۲۲۰۲)

''رسول اللہ ﷺ لوگوں کو رمضان کے قیام کی خوب ترغیب دیا کرتے تھے، اگرچہ اس کو فرض قرار نہیں دیتے تھے۔''

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِفْتَرَضَ اللّٰهُ صِيَامَهُ وَاِنِّيْ سَنَنْتُ لِلْمُسْلِمِيْنَ قِيَامَهُ۔

''نبی کریم ﷺ نے رمضان مبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی راتوں کا قیام میری سنت ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراویح کی وجہ تسمیہ:

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ راحت سے ہے بمعنی آرام کے، کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔ ''سنن کبری بیہقی'' میں ہے: کان یتروحون بعد اربع ''یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔'' اسی مناسبت سے اس نماز کو تراویح کہا گیا ہے۔

قیام اللیل، وتر، تہجد اور صلوٰۃ اللیل:

یہ سب ایک ہی نماز کے نام ہیں، یعنی جو نفلی نماز (مع وتر) عشاء اور فجر کے درمیان طاق رکعتوں کی صورت میں پڑھی جائے۔ اسے قیام اللیل، وتر، تہجد اور صلوۃ اللیل کے نام سے پکارا جاتا ہے، ماہِ رمضان کی مناسبت سے اسے قیامِ رمضان (تراویح) کا نام دیا جاتا ہے۔

تراویح:

احناف کے ہاں رمضان المبارک میں نمازِ عشاء کے بعد دو سلام کے ساتھ چار رکعت پڑھنے کو ترویحہ کہتے ہیں، صاحب ہدایہ یوں رقم طراز ہیں۔

يُسْتَحَبُّ اَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ فِیْ رَمَضَانَ بَعْدَ الْعِشَآءِ فَيُصَلِّیْ بِهِمْ اِمَامُهُمْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ [illegible]

''یہ مستحب ہے کہ لوگ ماہِ رمضان میں عشاء کے بعد جمع ہوں تو انہیں ان کا امام پانچ تراویح (۲۰ رکعات) نماز پڑھائے۔''

مسنون قیام رمضان:

رسول اللہ ﷺ تراویح مع وتر گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے، اس پر مندرجہ ذیل احادیث صاف طور پر دلالت کرتی ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ عَنْ اَبِی سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ اِنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَةَ کَیْفَ کَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً۔ [illegible]

''حضرت ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام، رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔''

یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نماز تراویح کے ذیل میں لائے ہیں۔

۲۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ لَیْلَةً ثَمَانَ رَکَعَاتٍ وَالْوِتْرَ، فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْقَابِلَةِ اجْتَمَعْنَا فِی الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ یَخْرُجَ عَلَیْنَا فَلَمْ نَزَلْ فِیْہِ اَصْبَحْنَا قَالَ: اِنِّیْ کَرِھْتُ اَوْ خَشِیْتُ اَنْ یَکْتُبَ عَلَیْکُمُ الْوِتْرَ۔ [illegible]

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ہم لوگوں کو باجماعت آٹھ رکعت تراویح پڑھائیں اور اس کے بعد وتر پڑھائے گئے، دوسری رات بھی ہم مسجد میں اکٹھے ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار صبح تک کرتے رہے۔ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا میں نے آج باجماعت تراویح پڑھنا اس لیے مناسب نہیں سمجھا کہ تم لوگوں پر رمضان کا قیام کہیں فرض نہ ہو جائے۔''

اس روایت کی سند اچھی ہے، ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دو جگہ صحیح تسلیم فرمایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ جَآءَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ مَعِیَ اللَّیْلَۃَ شَیْءٌ قَالَ وَمَا ذَاکَ یَا اُبَیُّ؟ قَالَ نِسْوَۃٌ دَارِیْ ، قُلْنَ اِنَّا لَا نَقْرَاُ الْقُرْآنَ فَنُصَلِّیْ خَلْفَکَ بِصَلَاتِکَ ، فَصَلَّیْتُ بِہِنَّ ثَمَانَ رَکْعَاتٍ وَالْوِتْرَ ، فَسَکَتَ عَنْہُ وَکَانَ شِبْہُ الرِّضَا۔ [رواہ ابو یعلی، قال الہیثمی اسنادہ حسن]

''حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آج رات ایک بات ہوئی ہے، فرمایا: اُبی! وہ کون سی؟ عرض کیا، گھر کی عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں ہیں، ہم چاہتی ہیں کہ تمہارے پیچھے تراویح پڑھ لیں، تو میں نے انہیں آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا (یعنی اس بات کو پسند فرمایا)۔''

ان تینوں روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تراویح آٹھ رکعت ہی پڑھی گئی ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آٹھ رکعت پڑھیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آٹھ ہی ادا کیں۔

٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کَانَتْ صَلَاۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً۔ [بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم ۱۱۳۸]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی (رات کی) نماز تیرہ رکعت (ہوتی) تھی۔''

٥۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا عَنْ صَلَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاِحْدٰی عَشْرَۃَ سِوٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔ [بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم ۱۱۳۹]

''حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: فجر کی دو (سنت) رکعتوں کے علاوہ سات، نو اور گیارہ رکعتیں ہوتی تھیں۔"

٦۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ (بخاری)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے جن میں وتر اور فجر کی دو رکعتیں شامل ہوتی تھیں۔"

٧۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِیْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَيْرِهِ عَلٰی إِحْدٰی عَشَرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّیْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّیْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّیْ ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِیْ (البخاری، كتاب الصلاة، ١١٤٧)

"حضرت سعید بن ابی سعید مقبری کا بیان ہے کہ اسے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بتایا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسے ہوتی تھی؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھا کرتے تھے، آپ چار رکعتیں پڑھتے، ان کی طوالت وحسن کا سوال ہی نہ کر! پھر آپ ﷺ چار پڑھتے، ان کی طوالت وحسن کا سوال ہی نہ کر! پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ تین پڑھتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں، دل نہیں سوتا۔''

قیام رمضان (تراویح) گیارہ رکعات کا ثبوت:

مولانا عبدالحی لکھنوی کی تصریح

مولانا لکھتے ہیں کہ ''فتح القدیر'' میں ابن ہمام سے روایت منقول ہے کہ

انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام بھم فی رمضان فصلی ثمان رکعات والوتر ثم انتظروہ من القابلۃ فلم یخرج الیھم فسألوہ فقال: خشیت ان یکتب علیکم الوتر۔

المراد مجموع صلاۃ اللیل المختتمۃ بوتر وذلک انھم یطلقون علی صلاۃ اللیل کذلک لان المجموع فرد وذلک وتر لا شفع۔ (مجموعہ فتاوی لکھنوی ج ۱ ص ۲۹۲)

''اور ایسی احادیث صحاح (ستہ) میں بہت ہیں جن میں وتر کا اطلاق تہجد کی اس پوری نماز پر ہوا ہے جس میں وتر شامل ہے۔'' ''ابن ہمام'' باب الوتر میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی ﷺ نے رمضان میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی تو آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آئندہ رات آپ ﷺ کا انتظار کیا تو آپ (نماز پڑھانے) نہ نکلے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس ڈر سے کہ وتر تم پر فرض نہ کر دیا جائے۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے، ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ (اس سے) مراد رات کی ساری نماز ہے جو وتر پر ختم ہو۔ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات کی نماز کے لیے ایسے الفاظ بولتے تھے، کیونکہ ساری نماز ایک ہے اور یہ طاق ہے نہ کہ جفت۔''

فائدہ: ابن ہمام کی ذکر کردہ مندرجہ بالا حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آٹھ رکعات اور وتر پڑھانا ثابت ہوا، لہٰذا سنت مطہرہ پر عمل کیجیے، کیونکہ عمل بالسنہ کے بغیر نجات ناممکن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات گیارہ رکعتیں پڑھائیں

عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ:

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعتیں پڑھتے تھے، اسے ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بغوی، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا، لیکن ان کی سند ضعیف ہے، ان تمام روایات میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان محدث ابوبکر بن شیبہ کا دادا ہے جس کے ضعف پر تمام محدثین متفق ہیں۔''

اس کے بعد لکھتے ہیں:

''دوم مقدار ہشت رکعت وسہ رکعت وتر باجماعت وایں طریق از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز سہ شب در شبے دیگر منقول نگشتہ وبسبب خوف افتراض قیام لیل برامت بنظر شفقت اہتمام آں نفرمودہ۔''

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خرج من جوف الليل ... لكني خشيت أن تفرض عليكم صلاة الليل فتعجزوا عنها. [illegible]

''دوسری مقدار آٹھ رکعت اور تین رکعت وتر باجماعت ہے اور یہ طریقہ رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ سے تین راتوں کے سوا کسی اور رات میں منقول نہیں ہے، اور آپ ﷺ نے امت پر قیام اللیل (رات کی نفلی نماز) فرض ہونے کے خوف کے سبب، امت پر شفقت کرتے ہوئے اس کا اہتمام نہیں فرمایا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رات کے وقت گھر سے نکل کر مسجد میں (آ کر) نماز پڑھی، لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، صبح کو لوگوں میں اس کا چرچا ہوا، لہٰذا (دوسری رات) پہلے کی نسبت زیادہ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ دوسری رات گھر سے نکلے، لوگوں نے آپ کی امامت میں نماز ادا کی، صبح کو لوگوں میں اس کا ذکر ہونے لگا، تو تیسری رات میں لوگ بہت جمع ہو گئے، آپ ﷺ تشریف لائے، لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی، جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی، آپ ﷺ ان کے پاس (مسجد میں) نہ آئے، یہاں تک کہ نمازِ فجر کے لیے تشریف لائے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کلمہ شہادت پڑھا، پھر فرمایا: اما بعد! یقیناً آج رات تمہاری حالت مجھ پر مخفی نہیں تھی، لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر رات کی نماز فرض نہ کر دی جائے تو تم اس کی ادائیگی سے عاجز آ جاؤ۔

علامہ شرنبلالی کا اعتراف:

علامہ شرنبلالی نے اپنی کتاب ''مراقی الفلاح شرح نور الایضاح'' میں لکھا ہے:

صَلَاتُهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةُ كِفَايَةٍ لِمَا ثَبَتَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْجَمَاعَةِ إِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ - [illegible]

[illegible]

''اس (تراویح) کا باجماعت پڑھنا سنت کفایہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے وتر سمیت گیارہ رکعتیں پڑھائی ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف:

ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَتَحَصَّلَ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ اَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي جَمَاعَةٍ فَعَلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ تَرَكَهُ لِعُذْرٍ. [illegible ۱۲٤]

''اس ساری تحریر کا حاصل یہ ہے کہ تراویح مع وتر گیارہ رکعت سنت ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ادا) کیا، پھر عذر وخوفِ فرضیت کے سبب سے چھوڑ دیا۔''

مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت:

مولانا صحیح بخاری کے محشی ہیں، آپ لکھتے ہیں:

اَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ سُنَّةٌ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ فِي جَمَاعَةٍ فَعَلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَرَكَهُ لِعُذْرٍ. [صحیح بخاری: ج ۱، ص ۱۵٤، حاشیہ نمبر ۳]

''بے شک نمازِ تراویح وتر سمیت باجماعت گیارہ رکعتیں پڑھنا سنت ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، پھر عذر کے سبب سے اسے چھوڑ دیا۔''

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ لکھتے ہیں:

''درحقیقت تراویح گیارہ رکعت سنت ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح)

علامہ زیلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ لکھتے ہیں:

''بیس رکعات والی حدیث ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو آٹھ رکعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراویح پڑھائیں اور وتر۔" (نصب الرایہ)

مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف:

آپ لکھتے ہیں:

لَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمِ اَنَّ تَرَاوِيحه عَلَيْهِ السَّلَام كَانَتْ ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ.

(العرف الشذی، ص: ۳۰۹)

"یہ تسلیم کرنے سے کوئی چارہ کار نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تراویح آٹھ رکعات تھی۔"

مزید لکھتے ہیں:

اَمَّا النَّبِیُّ فَصَحِيحٌ عَنْهُ ثَمَانُ رَكْعَاتٍ وَاَمَّا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً فَهُوَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَام بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ وَعَلٰی ضَعْفِهِ اِتِّفَاقٌ.

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعتیں ثابت ہیں اور بیس رکعتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بلا جماعت) ضعیف سند کے ساتھ ثابت ہیں اور اس حدیث کے ضعف پر اتفاق ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوهی رحمۃ اللہ علیہ:

"الحق الصریح" میں لکھتے ہیں:

"گیارہ رکعت تراویح بمع وتر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت مؤکد ہے۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

"از فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یازدہ رکعت تراویح ثابت شدہ است۔"

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گیارہ رکعت تراویح ثابت ہے۔" (مصفی شرح مؤطا)

ابوبکر ابن العربی المالکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

چھٹی صدی ہجری کے مالکی محدث قاضی ابوبکر ابن العربی کہتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والصحیح ان یصلی احدی عشرۃ رکعۃ صلاۃ النبی ﷺ وقیامه واما غیر ذالك من الاعداد فلا اصل له ولا فیه واذا لم یکن به من الحد فان النبی ﷺ یصلی فوجب ان یقتدی به النبی. [illegible]

''یعنی صحیح گیارہ رکعت ہی ہیں ، نبی مکرم ﷺ کی نماز باقی نفلوں کی کوئی حد بندی نہیں ۔پس ضروری ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ کی اقتدا کی جائے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم گیارہ رکعت ہے:

احناف یہ منقطع روایت پیش کرتے ہیں:

عَنْ یزید بن رومان انه قال: کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ. [illegible ۲۵۱]

''یزید بن رومان سے روایت ہے اس نے کہا کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تیئیس رکعت (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔''

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یزید بن رومان لم یدرك عمر. [illegible ج ۳ ص illegible]

''یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔''

لہذا یہ روایت منقطع ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ویزید لم یدرك عمر فیه انقطاع. [عمدۃ القاری [illegible]
شرح صحیح بخاری ج ۲ ص [illegible]]

''یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا لہذا اس کی سند میں انقطاع ہے۔'' یعنی یہ روایت ضعیف ہے اور ضعیف قابلِ حجت نہیں ہوتی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح فاروقی حکم گیارہ رکعت کا ہے:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ اَنَّهُ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ اَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِاِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ اِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ [موطا امام مالک، رقم: ۲۵۰]

''سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔ سائب بن یزید نے کہا کہ قاری سو آیات والی سورتیں پڑھا کرتا تھا یہاں تک کہ ہم لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور ہم طلوع فجر کے قریب فارغ ہوا کرتے تھے۔''

بیس پر اجماع کہا گیا؟

احناف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ رکعت (مع وتر) تسلیم کرنے کے باوجود ڈھٹائی سے لکھا ہے کہ

''بیس تراویح پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا۔''

حالانکہ اس کی کوئی واضح دلیل پیش نہیں کر سکے۔

تحریف حدیث کا دھندا:

اپنے مذہب کی پاسداری کے لیے تحریف جیسے بدترین جرم سے بھی یہ لوگ باز نہیں آ سکے، پھر یہاں تک جرأت کی کہ اس تحریف شدہ کو بیس رکعت کے ثبوت میں پیش کرتے نہیں شرماتے۔ مندرجہ ذیل حدیث اصل الفاظ میں پیش کی جاتی ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى اُبَيِّ بْنِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِيْ بَيْتِه فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَبَقَ اُبَيٌّ [illegible] ص: ۳۰۹]

''حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ پر لوگوں کو جمع کیا تو یہ (اُبی) ان کو بیس راتیں نماز پڑھاتے تھے، اور یہ ان کو نصف باقی (۱۱ تا ۲۰) میں قنوت کراتے تھے اور جب (بیس راتوں کے بعد) آخری عشرہ ہوتا تو وہ (اُبی) پیچھے ہٹ جاتے، پھر (آخری عشرہ) اپنے گھر ہی میں نماز پڑھتے تو لوگ کہا کرتے کہ اُبی رضی اللہ عنہ بھاگ گئے ہیں۔''

اس حدیث میں صاف طور پر عشرين ليلة (بیس رات) کے الفاظ ہیں لیکن لوگوں نے اسے بدل کر عشرين ركعة (بیس رکعت) بنا دیا، احناف نے پاکستان میں جتنے نسخے طبع کرائے ہیں تقریباً سب میں عشرين ركعة بنا دیا، تا کہ اپنا اُلو سیدھا کیا جا سکے، جب کہ اصل حدیث ''ابوداؤد'' کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب میں بھی اپنے اصل الفاظ کے ساتھ چمک رہی ہے، اور بددیانتوں کی بددیانتی کا پردہ چاک کر رہی ہے۔

١۔ نصب الرايه جلد ثاني

٢۔ مختصر سنن ابي داؤد، للحافظ المنذري، جلد ثاني

٣۔ السنن الكبرى للبيهقي، جلد ثاني، ص: ٢٩٨

٤۔ بذل الجهود في حل ابي داؤد وغيره۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتر پڑھنے کے مختلف طریقے اور تعداد:

ایک وتر:

رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے ایک وتر کا ثبوت ملتا ہے، اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔ (صحیح مسلم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک وتر کا ثبوت:

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا، ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں

خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ابو درداء رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، معاویہ رضی اللہ عنہ، تمیم داری رضی اللہ عنہ، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور معاذ بن حارث قاری رضی اللہ عنہ۔ (التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی، جلد:۲، ص:۳۴)

تین وتر:

اس سلسلہ میں مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نماز وتر سہ رکعت باسانید معتبرہ از آنحضرت ﷺ بدو طور منقول است یکے بفصل سلام بایں رکعتیں ورکعت ثالث قال ابن عمر کان النبی یفصل بین الشفع والوتر دوم ہر سہ رکعت بیک تشہد در آخر قالت عائشۃ کان رسول اللہ ﷺ یوتر بثلاث لا یجلس الا فی آخرھن. اخرجہ احمد والنسائی والبیھقی والحاکم۔ (مجموعۃ الفتاوی لکھنوی۔ جلد:۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نماز وتر، نبی مکرم ﷺ سے معتبر سندوں کے ساتھ، دو طریقوں سے منقول ہے، ایک طریقہ، دو اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیر کر الگ کر دینا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جفت اور طاق میں علیحدگی کیا کرتے تھے، دوسرا طریقہ تین رکعت، آخر (رکعت) میں ایک تشہد کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تھے صرف آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے تھے۔''

پانچ وتر:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سلام سے پانچ وتر پڑھتے، صرف آخر میں تشہد بیٹھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

سات وتر:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمر رسیدہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے سات رکعت وتر پڑھے، صرف آخر میں تشہد بیٹھتے تھے۔ (سنن نسائی)

نو وتر:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سلام سے نو رکعت پڑھتے۔ آٹھویں اور نویں رکعت میں تشہد بیٹھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتکاف

رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرے کے اعمال میں سے ایک عمل اعتکاف بھی ہے، اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو اور سب سے منقطع ہو کر بس اللہ سے تعلق جوڑ کے اس کے در پہ (یعنی کسی مسجد کے کونہ میں) بیٹھ جائے، اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اسی کے ذکر وفکر میں مشغول رہے، یہ خواص بلکہ اخص الخواص کی عبادت ہے۔ اس عبادت کے لیے بہترین وقت رمضان المبارک اور خاص کر اس کا آخری عشرہ ہی ہوسکتا ہے، اس لیے اسی کو اس کے لیے منتخب کیا گیا۔

نزولِ قرآن سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارک میں سب سے یکسو اور الگ ہو کر تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر وفکر کو جو بے تابانہ جذبہ پیدا ہوا تھا جس کے نتیجہ میں آپ مسلسل کئی مہینے غارِ حرام میں خلوت گزینی کرتے رہے، یہ گویا آپ کا پہلا اعتکاف تھا اور اس اعتکاف ہی میں آپ کی روحانیت اس مقام تک پہنچ گئی تھی کہ آپ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہو جائے، چنانچہ حرا کے اس اعتکاف کے آخری ایام ہی میں اللہ تعالیٰ کے حاملِ وحی فرشتے جبرئیل علیہ السلام سورۂ اقرأ کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ رمضان مبارک کا مہینہ اور اس کا آخری عشرہ تھا اور وہ رات شب قدر تھی، اس لیے بھی اعتکاف کے لیے رمضان مبارک کے آخری عشرہ کا انتخاب کیا گیا۔

روح کی تربیت وترقی اور نفسانی قوتوں پر اس کو غالب کرنے کے لیے پورے مہینے رمضان کے روزے تو تمام افرادِ امت پر فرض کیے گئے گویا کہ اپنے باطن میں ملکوتیت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالب اور بہیمیت کو مغلوب کرنے کے لیے اتنا مجاہدہ اور نفسانی خواہشات کی اتنی قربانی تو ہر مسلمان کے لیے لازم کردی گئی کہ وہ اس پورے محترم اور مقدس مہینے میں اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی عبادت کی نیت سے دن کو نہ کھائے پیئے، نہ بیوی سے ہم بستری کرے، اور اس کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے گناہوں بلکہ فضول باتوں سے بھی پرہیز کرے اور یہ پورا مہینہ ان پابندیوں کے ساتھ گزارے۔ پس یہ تو رمضان مبارک میں روحانی تربیت وتزکیہ کا عوامی کورس مقرر کیا گیا، اور اس سے آگے تعلق باللہ میں ترقی اور ملاء اعلیٰ سے خصوصی مناسبت پیدا کرنے کے لیے اعتکاف رکھا گیا۔

اس اعتکاف میں اللہ کا بندہ سب سے کٹ کر اور سب سے ہٹ کے اپنے مالک ومولا کے آستانے پر اور گویا اسی کے قدموں میں پڑ جاتا ہے، اس کو یاد کرتا ہے، اسی کے دھیان میں رہتا ہے، اس کی تسبیح وتقدیس کرتا ہے، اس کے حضور میں توبہ واستغفار کرتا ہے، اپنے گناہوں اور بداعمالیوں پر روتا ہے، اور رحیم وکریم مالک سے رحمت ومغفرت مانگتا ہے، اس کی رضا اور اس کا قرب چاہتا ہے۔ اسی حالت میں اس کے دن گزرتے ہیں اور اسی حالت میں اس کی راتیں بیتتی ہیں، ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی بندے کی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اہتمام سے ہر سال رمضان کے آخری عشروں کا اعتکاف فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. [بخاری: کتاب الاعتکاف، رقم: ۲۰۲۶، ومسلم: کتاب الاعتکاف، رقم: ۲۸۴۱]

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ وفات تک آپ کا یہ معمول رہا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔'' ازواجِ مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ یَعْتَکِفْ عَامًا فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ. [ترمذی: کتاب الصوم، رقم: ۸۰۸]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک سال آپ اعتکاف نہیں کر سکے، تو اگلے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں یہ ذکر نہیں کہ ایک سال اعتکاف نہ ہو سکنے کی کیا وجہ پیش آئی تھی۔ ''سنن نسائی'' اور ''سنن ابی داؤد'' وغیرہ میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث مروی ہے اس میں تصریح ہے کہ ایک سال رمضان کے عشرہ اخیرہ میں آپ کو کوئی سفر کرنا پڑ گیا تھا اس کی وجہ سے اعتکاف نہیں ہو سکا تھا، اس لیے اگلے سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

اور ''صحیح بخاری'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے کہ جس سال آپ کا وصال ہوا، اس سال کے رمضان میں بھی آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا تھا، یہ بیس دن کا اعتکاف غالباً اس وجہ سے فرمایا تھا کہ آپ کو یہ اشارہ مل چکا تھا کہ عنقریب آپ کو اس دنیا سے اٹھا لیا جائے گا، اس لیے اعتکاف جیسے اعمال کا شغف بڑھ جانا بالکل قدرتی بات تھی۔

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک آتشِ شوق تیز تر گردد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ الْمَرْأَةَ وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ.

[ابو داود: كتاب الصوم، رقم: ٢٤٧٥]

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرمایا کہ معتکف کے لیے شرعی دستور یہ ہے کہ وہ نہ مریض کی عیادت کو جائے، نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے باہر نکلے، نہ عورت سے صحبت کرے، نہ بوس وکنار کرے، اور اپنی ضرورتوں کے لیے بھی مسجد سے باہر نہ جائے سوائے اُن حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں۔ (جیسے پیشاب، پاخانہ وغیرہ) اور (اعتکاف روزہ کے ساتھ ہونا چاہیے) بغیر روزہ کے اعتکاف نہیں، (جب کہ اکثر علماء کے نزدیک روزہ معتکف کے لیے شرط نہیں ہے) اور اعتکاف مسجد جامع میں ہی ہونا چاہیے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جب کوئی یہ کہے کہ "سنت" یہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شرعی مسئلہ یہ ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد یا طرزِ عمل سے جانا ہے، اس لیے یہ حدیث مرفوع ہی کے حکم میں ہوتا ہے، اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں اعتکاف کے جو مسائل بیان کیے گئے ہیں وہ نبوی ہدایات ہی کے حکم میں ہیں، اس کے بالکل آخر میں "مسجد جامع" کا جو لفظ ہے اس سے مراد جماعت والی مسجد ہے یعنی ایسی مسجد جس میں پانچوں وقت جماعت پابندی سے ہوتی ہو، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ بھی شرط ہے اور جماعت والی مسجد کا ہونا بھی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ وَيَجْرِىْ لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا. [ابن ماجه: کتاب الصیام، رقم: ۱۷۸۱]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ (اعتکاف کی وجہ سے اور مسجد میں مقید ہو جانے کی وجہ سے) گناہوں سے بچا رہتا ہے، اور اس کا نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح جاری رہتا ہے، اور نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہتا ہے۔''

جب بندہ اعتکاف کی نیت سے اپنے آپ کو مسجد میں مقید کر دیتا ہے تو اگرچہ وہ عبادت اور ذکر وتلاوت وغیرہ کے راستہ سے اپنی نیکیوں میں خوب اضافہ کرتا ہے لیکن بعض بہت بڑی نیکیوں سے وہ مجبور ہو جاتا ہے مثلاً وہ بیماروں کی عیادت اور خدمت نہیں کرسکتا جو بہت بڑے ثواب کا کام ہے، کسی لاچار، مسکین، یتیم اور بیوہ کی مدد کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کرسکتا، جو اگر ثواب کے لیے اور اخلاص کے ساتھ ہو تو بہت بڑے اجر کا کام ہے، اسی طرح نمازِ جنازہ کی شرکت کے لیے نہیں نکل سکتا، میت کے ساتھ قبرستان نہیں جا سکتا جس کے ایک ایک قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکیاں لکھی جاتی ہیں، لیکن اس حدیث میں اعتکاف والے کو بشارت سنائی گئی ہے کہ اس کے حساب اور اس کے صحیفۂ اعمال میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ سب نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں جن کے کرنے سے وہ اعتکاف کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہے، اور وہ ان کا عادی تھا۔

کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے!

اعتکاف کی مشروعیت:

① اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد کو لازم پکڑنا اور اس میں قیام کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتکاف ہے۔

(2) علماء کا اجماع ہے کہ اعتکاف مشروع ہے، کیونکہ نبی مکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ (دہائی) میں اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی، پھر آپ کے بعد آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات (پاک بیویوں) نے اعتکاف کیا۔ (بحوالہ بخاری ومسلم)

(3) اعتکاف کی اقسام:

اعتکاف کی دو قسمیں ہیں:

(الف) مسنون (ب) واجب

الف: مسنون اعتکاف یہ ہے کہ مسلمان اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نفلی اعتکاف کرے، یہ رمضان کے آخری عشرہ میں اہمیت کا حامل ہے۔

ب: واجب اعتکاف یہ ہے کہ کسی نے اعتکاف کرنے کی نذر مان کر اپنے اوپر اسے لازم کر لیا ہو۔

(4) اعتکاف کا وقت:

نبی مکرم ﷺ جب اعتکاف کرنے کا ارادہ فرماتے تو (بیسویں روزہ کی) فجر کی نماز پڑھ کر اپنی اعتکاف گاہ میں داخل ہو جاتے۔ (بخاری ومسلم)

(5) معتکف کے لیے شرط ہے کہ مسلمان، باشعور، جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہو۔

(6) اعتکاف کے ارکان، اللہ کی قربت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا۔

(7) معتکف کے لیے مندرجہ ذیل چیزیں جائز ہیں:

الف: اپنے گھر والوں کو الوداع کہنے کے لیے اعتکاف گاہ سے نکلنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب بالوں میں کنگھی کرنا، سر مونڈنا، ناخن تراشنا، بدن صاف کرنا، غسل کرنا، خوشبو لگانا اور بہتر سے بہتر کپڑے پہننا۔

انسانی ضروریات کے لیے نکلنا، جیسے پیشاب، پاخانہ اور کھانا پینا، اگر اسے لانے والا کوئی نہ ملے۔

⑧ اعتکاف کرنے والا مسجد کی صفائی برقرار رکھتے ہوئے اس میں کھا پی اور سو سکتا ہے۔

اعتکاف جس سے باطل ہو جاتا ہے:

جان بوجھ کر بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلنا، جنون یا بدمستی کے سبب عقل چلے جانا اور حیض یا نفاس آجانا۔ (فقہ السنہ: ۱/ ۴۷۵، ۴۸۳)

❖❖❖❖❖

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیلۃ القدر کا بیان

لیلۃ القدر کون سی رات ہے؟ اس میں بے حد اختلاف ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے چالیس اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے پینتالیس اقوال نقل کیے ہیں، ان تمام اقوال میں سے راجح اور قوی تر قول یہ ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)). [بخاری: کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر، رقم: ۲۰۱۷]

''شبِ قدر رمضان کے آخری دھاکے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

شبِ قدر کی دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شبِ قدر ہے تو میں کیا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي)). [ابن ماجه، رقم: ۳۸۵۰]

''اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف کر دے۔''

شبِ قدر کی علامات:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شب قدر کی صبح کو سورج کے بلند ہونے تک اس کی شعاع نہیں ہوتی، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے تھالی۔'' (مسلم، رقم: ۷۶۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کون اسے یاد رکھتا ہے جب چاند نکلتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے بڑے تھال کا کنارہ۔'' (مسلم، رقم ۱۱۷۰)

۳۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر آسان اور معتدل رات ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔ اس صبح کا سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدہم ہوتی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام اللیل اور مروجہ شبینہ

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں پانچ طاق راتیں آتی ہیں، ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، اور ۲۹ ان پانچ راتوں میں سے کسی ایک میں شبِ قدر کا احتمال غالب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے مبہم رکھا ہے کہ مسلمان اس کی تلاش وجستجو کے شوق میں پانچوں راتوں میں خصوصاً اللہ کی عبادت میں منہمک ہوں، نوافل پڑھیں، تلاوتِ قرآن کریں، استغفار اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہیں، چنانچہ صحابہ وتابعین کے خیر القرون دور میں ان پانچوں راتوں میں مسلمان کثرت سے عبادت وذکرِ الٰہی کا اہتمام کرتے تھے کہ شاید وہ اس شبِ قدر سے کچھ حصہ پاسکیں جس کی عبادت ہزار مہینوں (۸۳ سال سے زائد مدت) سے افضل ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (القدر: ۲)

یہ عبادت وذکر اور شب بیداری کا اہتمام انفرادی طور پر ہوتا تھا یعنی فرداً فرداً ہر شخص اپنے طور پر قیام اور تلاوت کرتا تھا اس کی کوئی اجتماعی صورت نہ تھی مگر بعد کے لوگوں نے شب بیداری کی اجتماعی صورتیں اختیار کرلیں (جو آج تک کم وبیش رواج پذیر ہیں) جو عہد خیر القرون میں نہیں تھیں، مثلاً طاق راتوں میں وعظ وتقریر کا اہتمام، شبینوں میں غلو، یا صلوۃ تسبیح کا باجماعت رواج وغیرہ جس طرح کہ پنجاب کے بعض علاقوں میں ہوتا ہے بالخصوص اس رات کو وعظ کا ضرور اہتمام کیا جاتا ہے جس رات تراویح میں قرآنِ مجید ختم ہوتا ہے، ہمارے اہل حدیثوں میں بھی اب ختمِ قرآن کے ساتھ ساتھ وعظ کے ذریعے شب بیداری کا رواج بڑھتا جا رہا ہے حالانکہ شب خیزی کی یہ سب صورتیں بعد کی پیداوار ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کے دور میں ان کا وجود نہیں تھا، اس لیے یہ صورتیں شاید بدعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خالی نہیں ، چنانچہ چھٹی صدی ہجری کے مالکی امام ابوبکر محمد بن الولید طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۵۲۰ھ) لکھتے ہیں:

لم يرووا في شي من ذلك ما احدثه الناس من هذه البدع من نصب المنابر عند ختم القرآن والقصص والدعاء بل قد حفظ النهي عن ذلك. [كتاب الحوادث والبدع، ص:٥٨]

''یعنی محدثین نے (صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث میں) ایسی کوئی روایت بیان نہیں کی کہ رمضان میں ختم قرآن کے موقعہ پر وعظ کیے جائیں اور اس کے بعد بلند آواز سے لمبی لمبی دعائیں کی جائیں بلکہ ائمہ سلف سے تو ان چیزوں کی ممانعت منقول ہے۔''

پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ لکھ کر کہ انہوں نے ان چیزوں کو ناپسند کیا اور اس سے روکا ہے، لکھتے ہیں:

ان الامر المعمول به في المدينة انما هو الصلاة من غير قصص ولا دعاء.

''بے شک مدینہ میں بغیر وعظ اور مروجہ دعاؤں کے صرف نماز کا معمول تھا۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ ''الروضۃ الکبری، ۱/۱۹۴، طبع مصر: ۱۳۲۴ھ) میں موجود ہے .ان کے شاگرد امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سمعت مالكا يقول الامر في رمضان الصلاة وليس بالقصص بالدعاء لكن الصلاة ، انتهى.

آگے چل کر وہ سوال وجواب کی صورت میں لکھتے ہیں:

فان قيل فهل يأثم فاعل ذلك

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا؟

فالجواب ان یقال اما ان کان ذلك علی وجه السلامة من اللغط ولم یکن الا الرجال او الرجال والنساء منفردین بعضهم عن بعض یستمعون الذکر ولم ینتهك فیه شعائر الرحمن فهذه البدعة التی کرهها مالك.

''تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی مجلسیں شور وشغب اور مرد وزن کے بے پردہ اجتماع سے پاک ہوں اور شعائر اللہ کی بے حرمتی بھی ان میں نہ ہو، تب بھی وہ ایسی بدعت ہے جس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ناپسند کیا ہے۔''

چھٹی صدی ہجری یعنی آج سے آٹھ سو سال قبل (اندلس کے) قیروان شہر میں ایسا ہوتا تھا تو اس وقت محقق علماء نے اس فعل پر نکیر کی اور اسے بدعت قرار دیا، چنانچہ شیخ ابو شامہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۶۶۵ھ) انہی امام طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ کی نکیر اہل قیروان کے متعلق نقل کرتے ہیں:

وقد انکر الامام الطر طوشی علی اهل القیروان اجتماعهم لیلة الختم فی صلاة التراویح فی شهر رمضان ونصب المنابر ویبین انه بدعة ومنکر وان مالکا رحمه الله تعالیٰ کرهه. [الباعث علی انکار البدع والحوادث: ص ۲۵، طبع مصر]

''امام طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل قیروان کی اس بات پر سخت انکار کیا ہے کہ وہ رمضان میں نمازِ تراویح کی ختم قرآن والی رات میں وعظ وتقریر کے لیے جمع ہوتے ہیں اور اسے انہوں نے بدعت ومنکر قرار دیا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مکروہ جانا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال شب بیداری کی یہ اجتماعی صورتیں صحابہ وتابعین کے دور میں نہیں تھیں، اس لیے ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے اہل حدیث مساجد میں اس رواج کو وسعت دینا نظر ثانی کے قابل ہے البتہ انفرادی طور پر ان راتوں میں تلاوتِ قرآن (نفلوں میں یا ویسے) کا اہتمام کیا جائے اور شبِ قدر کی فضیلت وسعادت حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدقہ فطر کا وجوب

① صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، اور آزاد ہو یا غلام۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد غلام، مرد عورت، چھوٹے، بڑے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو رمضان کا صدقۂ فطر مقرر فرمایا۔

② اس کی مشروعیت میں حکمت یہ ہے کہ جو فضول باتیں اور بے جا کام روزے دار سے سرزد ہو گئے ہوں، یہ ان کی پاکی اور فقراء اور معذوروں کے لیے تعاون بن جائے۔

صدقہ فطر کی مقدار:

اس کی مقدار ایک صاع غلہ ہے (یعنی گندم یا جو یا کھجور یا چاول وغیرہ جیسی وہ چیزیں جن کا شمار غذا میں ہوتا ہے) جس کا وزن تقریباً سوا دو کلو ہے، ہر شخص اپنی خوراک کے مطابق سوا دو کلو غلہ یا اس کی قیمت ادا کرے۔

صدقہ فطر نکالنے کا وقت:

اس کے نکالنے کا افضل ترین وقت نمازِ عید سے پہلے ہے، البتہ عید سے ایک دو روز پہلے نکالنا بھی جائز ہے، لیکن نمازِ عید کے بعد تک مؤخر کر دینا درست نہیں، البتہ اگر کسی نے نمازِ عید کے بعد نکالا تو یہ ایک عام قسم کا صدقہ ہو گا۔

صدقہ فطر کا مصرف:

اسے فقراء ومساکین، صدقۂ فطر کے محصلین، غلام آزاد کرنے (نومسلموں کی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف قلب، قرض داروں کے قرض کی ادائیگی، فی سبیل اللہ (مثلاً جہاد وغیرہ) اور (وہ) مسافر جو گھر لوٹنے کے پیسے نہیں رکھتا، میں بانٹ دیا جائے۔ (فقہ السنہ: ۱/۴۱۲)

العبد العاجز

محمد علی جانباز

جامعہ رحمانیہ سیالکوٹ

16/9/2007

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

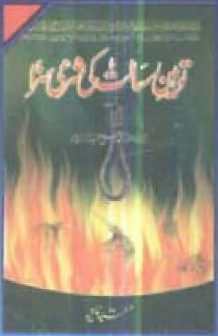

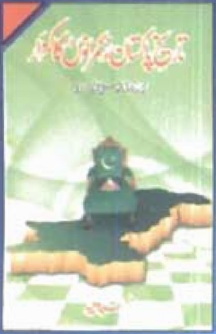

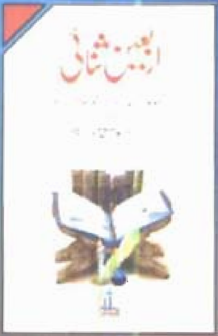

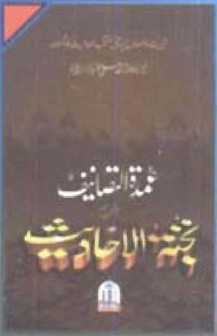

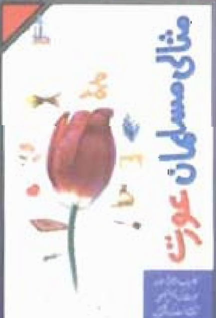

دار الابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ